کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے ملیر میں اپنا ایک فلیٹ فروخت کیا ہے۔ فروخت کی تفصیل یہ ہے کہ مجھے راشد (بروکر، جو کہ میرا بہت قریبی جاننے والا ہے) نے کال کر کے کہا کہ میں تمہارا یہ گھر بیچ سکتا ہوں، اور یہ نہیں بتایا کہ کتنے میں بیچے گا۔ اس نے کہا کہ ۱۷ لاکھ پچاس ہزار (۱۷۵۰۰۰۰) روپے تمہارے باقی میرے۔ مجھے لگا کہ تقریباً اٹھارا لاکھ (۱۸۰۰۰۰۰) روپے کا بیچے گا، اور اپنے لئے شاید پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) روپے رکھے گا (کیونکہ کوئی رقم یا فیصد طے نہیں ہوئی تھی)۔ پھر جس دن بروکر نے خریدار کے سامنے کاغذی کاروائی کرائی، تو مجھے پتہ چلا کہ یہ تو ساڑھے انیس لاکھ (۱۹۵۰۰۰۰) روپے میں بیچ رہا ہے۔ مجھے خریدار نے اسی وقت نقد انیس لاکھ (۱۹۰۰۰۰۰) روپے دیدیئے، جس میں سے بروکر نے ایک لاکھ پچاس ہزار (۱۵۰۰۰۰) روپے اسی وقت لے لئے اور پچاس ہزار روپے مانگنے لگا۔ میں نے کہا کہ باقی تمہیں بعد میں دونگا۔ خریدار نے کہا تھا کہ وہ پچاس ہزار روپے میرے مکان خالی کرنے کے بعد دے گا، اور میرے مکان خالی کرنے کے بعد اس نے مجھے پچاس ہزار روپے دیدیئے۔ اب بروکر مجھے بار بار کال کر کے بول رہا ہے کہ مجھے میرے بقیہ پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) روپے دو۔

لہذا اب آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اسکا دو لاکھ روپے لینا جائز ہے یا نہیں۔ ویسے ایجنٹ کا کمیشن ۲٪ (دو فیصد) ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ سوال میں ذکر کردہ صورت فقہاء احناف اور دیگر جلیل القدر ائمہ امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک درست نہیں ہے، البتہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک درست ہے، اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اور آج کل اس کا عرف ورواج بھی ہو چکا ہے، اس لیے معاملات میں توسع کے پیش نظر اگر اس طرح معاملہ کر لیا جائے تو حاصل ہونے والے نفع کو ناجائز نہیں کہا جائے گا، البتہ چونکہ احنافؒ کے نزدیک یہ صورت فاسد ہے، اس لیے احتیاطاً الگ سے واضح طور پر کوئی رقم کمیشن کے طور پر مقرر کر لیا جائے، یا فیصد کے حساب سے کمیشن طے کر لیا جائے، تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔ (مستفاد من التبویب: ۵۲۱/۶۶) (۱۵۹۳/۳۲)

صورتِ مسئولہ میں چونکہ آپ نے پہلے سے یہ معاملہ طے کر لیا تھا کہ ساڑھے سترہ لاکھ آپ کے ہونگے اور اس کے اوپر بروکر کے ہونگے، لہٰذا تصحیحاً للعقد اس معاملہ کو درست سمجھا جائیگا، اور اس صورت میں بروکر کا دو لاکھ روپے لینا جائز ہوگا، اور آپ پر لازم ہوگا کہ بقیہ پچاس ہزار روپے انہیں لوٹائیں۔ تاہم آئندہ یا تو فیصد کے حساب سے کمیشن طے کریں، یا ایک متعیّن رقم فیس کے طور پر طے کریں۔

لما في صحيح البخاري (۳/ ۹۲)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «المُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ»

وفي عمدة القاري شرح صحيح البخاري – (۱۸ / ۲۸۵)

وقال ابن عباس لا بأس أن يقول بع هذا الثوب فما زاد على كذا وكذا فهو لك،هذا التعليق وصله ابن أبي شيبة عن هشيم عن عمرو بن دينار عن عطاء عن ابن عباس نحوه وقال ابن سيرين إذا قال بعه بكذا فما كان من ربح فهو لك أو بيني وبينك فلا بأس به هذا التعليق أيضا وصله ابن أبي شيبة عن هشيم عن يونس عن ابن سيرين وفي (التلويح) وأما قول ابن عباس وابن سيرين فأكثر العلماء لا يجيزون هذا البيع وممن كرهه الثوري والكوفيون وقال الشافعي ومالك لا يجوز فإن باع فله أجر مثله

وفي فيض الباري على صحيح البخاري (۳/ ۵۱۴)

قوله: (بِعْ هذا الثَّوْبَ، فَمَا زَادَ على كَذَا وكَذَا فَهُوَ لَكَ) ... إلخ، وهذه الإجارةُ فاسدةٌ عندنا لجهالة الأُجْرَة، فيستحقُّ أجرةَ المِثْلِ، على ما هو المسألة في الإجارةِ الفاسدةِ.

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

وفي النتف في الفتاوى للسغدي (٢/ ٥٧٥)

اجارة السمسار: وَالْخَامِس اجارة السمسار لايجوز ذَلِك وَكَذَلِكَ لَو قَالَ بِعْ هَذَا الثَّوْب بِعشرَة دَرَاهِم فَمَا زَاد فَهُوَ لَك وان فعل فَلهُ اجْر الْمثل

وَلَو اسْتَأْجر السمسار شهرا ليبيع لَهُ أَو ليَشْتَرِي بِكَذَا من الاجر جَازَ ذَلِك

وفي المغني لابن قدامة (٥/ ١٠٨)

فَصْلٌ: إذَا قَالَ: بِعْ هَذَا الثَّوْبَ بِعَشَرَةٍ، فَمَا زَادَ عَلَيْهَا فَهُوَ لَك. صَحَّ، وَاسْتَحَقَّ الزِّيَادَةَ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَصِحُّ. وَلَنَا، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ لَا يَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا، وَلِأَنَّهُ يَتَصَرَّفُ فِي مَالِهِ بِإِذْنِهِ، فَصَحَّ شَرْطُ الرِّبْحِ لَهُ فِي الثَّانِي، كَالْمُضَارِبِ وَالْعَامِلِ فِي الْمُسَاقَاةِ. ----------------والله سبحانه وتعالى أعلم

عادل ايوب عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲/ رجب/ ۱۴۳۹ھ
20/ مارچ/ 2018ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۴/ رجب/ ۱۴۳۹ھ
22/ مارچ/ 2018ء

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۴/ ۷/ ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
۶/ ۷/ ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
۶/ ۷/ ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
بندہ ابراہیم عیسی

دار الافتاء

Scanned by CamScanner